رُخِ مصطفیٰ ﷺ کا جمال......اللہ اللہ

پروفیسر محمد اقبال جاوید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری صورت کے اعتبار سے اس قدر اجمل، اکمل اور احسن تھے کہ الفاظ اپنی تمام تر رعنائیوں کے باوجود سراپا نگاری سے قاصر نظر آتے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ فطرت کا سارا شباب اور کائنات کا سارا نکھار یکجا کرلیا جائے تو پھر بھی اس شہِ انجم مطاف کی تصویر کشی ناممکن ہے، جس کی مسکراہٹوں سے کلیاں چٹکنا سیکھتی تھیں اور جس کے خرام ناز سے ریت کے ذرّوں میں ریشم کا لوچ آجاتا تھا:

رنگ، خوشبو، صبا، چاند، تارے، کرن، پھول، شبنم، شفق، آبجو، چاندنی
تیرے معصوم پیکر کی تخلیق میں حسن فطرت کی ہر چیز کام آگئی

دورانِ ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور سے نکلے اور پہلے ہی دن راستے میں ام معبد کے خیمے میں ٹھہرے، یہ خاتون بنی خزاعہ سے تعلق رکھتی تھی اور بہت مہمان نواز تھی۔ اتفاق سے اس کے پاس اس روز کھانے کو کچھ نہ تھا۔ ایک لاغر وسقیم بکری تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت لے کر اس کا دودھ دوہنا شروع کیا۔ خشک تھن دستِ رسالت کی برکت سے چھلک اٹھے، سب نے سیر ہوکر دودھ پیا، بھرا ہوا برتن ام معبد کے لیے چھوڑا اور مقدس مسافر آگے چلے گئے۔ ام معبد کا شوہر آیا تو دودھ دیکھ کر حیران ہوا، حالات سنے اس سعادت مآب انسان کا حلیہ دریافت کیا، چونکہ ام معبد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتی اور پہچانتی نہ تھی، اس لئے اس کے بیان میں مبالغہ نہیں واقعیت تھی، کیونکہ بسا اوقات شناسائی اور عقیدت میں ڈوب کر الفاظ فیاض ہوجایا کرتے ہیں۔ ام معبد نے جن الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال، کمال کی تصویر کھینچی وہ سراپا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین خاکہ ہے، جس پر

شعر وسخن کی ہزاروں صنعتیں قربان کی جاسکتی ہیں۔اس نے شوہر سے کہا:

پاکیزہ رو، زیبا رخ، پسندیدہ خو، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، روشن مردمک، سُرمگیں چشم، باریک وپیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ گویا دل بستگی کا سامان لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ ودل فریب، قریب سے نہایت شیریں کلام، خوبصورت، کم بیشی الفاظ سے مبرّا، تمام گفتگو جیسے سلک مروارید، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہ آئے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرے۔ زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر، والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت گرد وپیش رہتے ہیں، جب وہ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو۔

یہ ہے فطرت کی بے پناہ فیاضیوں سے متصف ایک انسانی پیکر کی اولین تصویر، جسے ام معبد نے بغیر کسی تعلق کے بے لاگ اور بے ساختہ انداز میں پیش کیا، حق یہ ہے کہ:

آب وگل میں مدتوں آرائشیں ہوتی رہیں　　　تب کہیں اک آدمی کونین کا حاصل بنا

اس کے بہت بعد میں حضرت حسان ثابتؓ نے اپنے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کے لئے خود عاجز پایا اور یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ انہیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ اپنی مرضی سے دنیا میں آئے ہیں۔ یعنی ہر لحاظ سے مکمل اور ہر اعتبار سے ارفع۔

خلقت مبرأ من کل عیب　　　کانک قد خلقت کما تشاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن صورت، رعنائی خرام، طرز تکلم اور انداز تبسم، غرض ہر ادا، دل آویز تھی۔ وہ تشریف لائے تو عرب کے صحرا مہک اٹھے، بیٹھے تو زمین کو زیبائی ملی، اٹھے تو پہاڑوں نے سر بلندی پائی، چلے تو شجر وحجر جھک گئے، پرواز کی تو نبض کائنات تھم گئی اور غور وفکر کرنے پر آئے تو تاریک غار کے دل نورانی کر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم قرآن تھے۔ قرآن جو ایک نور ہدایت اور منبع عرفان ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رہن سہن، قول وقرار، بات چیت، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، غرض ہر چیز اسی کتاب کا آئینہ تھی، گویا وہ چلتے پھرتے قرآن تھے، کہ جس راستے سے گزرتے، بعد میں آنے والوں کو خود خوشبو بتا دیتی کہ ادھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں:

خوشبو بتا رہی ہے کہ وہ راستے میں ہیں　　　موجِ صبا کے ہاتھ میں ان کا سراغ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ خرام اور جمال کردار، قدم قدم طور ابھارتا رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کا رخ بدلتے، وقت کا چلن الٹتے، زمانے کی رو پلٹتے، فکر کا دھارا موڑتے اور صحرائیوں کے ہاتھوں میں قیصر وکسریٰ کے

گریبان دیتے چلے گئے:

لوگ کہتے ہیں انہیں تاریخ انسانی کے موڑ　　　راستے جب جھوم اٹھتے ہیں تیری رفتار سے

جو شخص ایک بار چہرہ اقدس دیکھ لیتا تھا، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد پیدا ہو جاتا۔ ایک یہودی فاضل عبد اللہ بن سلام نے ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھا کہ ''یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا نہیں ہو سکتا۔'' علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تجارتی قافلے والوں سے ایک اونٹ کا سودا کیا، اونٹ لے آئے اور کہا قیمت بھجوائے دیتا ہوں۔ لوگ گھبرا گئے مگر ایک خاتون نے کہا ''گھبراؤ نہیں، اس چہرے کا حامل انسان بد معاملہ نہیں ہو سکتا۔''

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلے دل کا آئینہ دار تھا۔ ابو قرضانہؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے روشنی کی ایک لپک نکلتی دکھائی دیتی۔ شمائل ترمذی کے مطابق ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر یوں لگتا کہ جیسے آفتاب رخِ انور پر چل رہا ہے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے بھی زیادہ حسین تھے اور چاندنی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی تابانی کو دیکھ کر چاند پھیکا سا لگتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھ کر چاند کی طرف تکنے کو جی نہ چاہتا اور آنکھوں کے کاسے نرگس بن جاتے تھے:

دیر سے آنکھیں نہیں جھپکی مری　　　پیشِ جہاں اب کے نظارہ اور ہے

تاریخی روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور یوں ہے:

☆ چہرہ گول تھا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ (حضرت ہند بن ابی ہالہؓ)

☆ چہرہ بالکل گول نہ تا بلکہ گولائی لیے ہوئے تھا۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ)

☆ پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے، دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابھار تھا جو غصے کے وقت نمایاں ہو جاتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

☆ مسرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے ہویدا تھی۔ (حضرت کعب بن مالکؓ)

☆ رنگت میں نہ چونے کی سفیدی تھی نہ سانولا پن، بلکہ گندم گوں جس پر سفیدی غالب تھی۔ (حضرت انسؓ)

☆ رنگت سفید اور چمک دار (حضرت ہند بن ابی ہالہؓ)

☆ رنگت ایسی گویا بدن چاندی سے ڈھلا ہوا ہے۔ (حضرت ابو ہریرہؓ)

☆رنگت سرخی مائل سفید تھی۔(حضرت علیؓ)

☆رخسار ہموار اور ہلکے تھے، گوشت ذرا سا نیچے کو ڈھلکا ہوا تھا۔(شمائل ترمذی)

☆دہن لطافت کے ساتھ کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔(حضرت جبیر بن سمرہؓ)

☆دندان مبارک موتیوں کو شرماتے، سامنے کے دانتوں میں ہلکی سی درازتھی، منہ کھولتے تو دانتوں سے نور نکلتا معلوم ہوتا تھا۔(حضرت عبداللہ بن عباسؓ)

ان بیانات پر غور کیجئے، چہرے کے حسن وجمال کا کون سا رُخ ہے جو رہ گیا ہو۔ کون سی خوبصورت تشبیہ ہے، جس نے عزت نہ پائی ہو اور کون سی آنکھ ہے جو تکتی نہ رہ گئی ہو۔ چہرہ ایسا پرانور کہ بیاض سحر شرما شرما کر اور چھپ چھپ کر دیکھتی ہو۔ رنگت نورِ حق کی ضیا اور جبیں صدق وفا کا آئینہ۔ غرض وہ حسن بے مثال، نورِ کردگار کی ایک مکمل تنویر تھا:

جو حسن میرے پیشِ نظر ہے اگر اُسے　　　جلوے بھی دیکھ لیں تو طوافِ نظر کریں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصورِ حقیقی کے کمال فن کا ایک عظیم ترین نمونہ اور مکمل ترین شاہکار تھے۔ غالب نے کہا تھا کہ نور کی تجلی اپنے اظہار کے لیے ایک عرصے سے مچل رہی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قد ورخ کا سہارا مل گیا۔ اور وہ اس وجود ذی وجود کی صورت میں نمایاں ہوگئی:

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی　　　قسمت کھلی ترے قد ورخ سے ظہور کی

وہ آنکھیں کس قدر خوش نصیب تھیں جو ہر لحظہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلتی اور اسی تصور میں بند ہوتی تھیں اور آخری وقت بھی جنگ کے میدان میں دم توڑتے صحابی اس رخ پرنور کی ایک جھلک کے تمنائی ہوتے تھے۔

منم وہمیں تمنا کہ بوقت جان سپردن　　　بہ رخ تو دیدہ باشم تو درونِ دیدہ باشی

دل بے بضاعت تو ان کے دروازے پر جانے کی ہمت نہیں پاتا کہ در و دیوار اور سنگ وخشت کی تابشیں ہی نگاہوں کو خیرہ کئے دیتی ہیں، آنکھ دیکھنے کا یارا نہیں رکھتی، دامن جلووں کو سمیٹ لینے کی تاب نہیں رکھتا، قلم تصور کشی سے قاصر اور الفاظ جمال وکمال کا احاطہ کرنے سے عاجز ہیں۔

رخِ خیر البشرؐ تو پھر رخ خیر البشر ٹھہرا　　　ان آنکھوں سے درِ خیر البشرؐ دیکھا نہیں جاتا

روایات کے آئینے میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قد ورخ کی ایک اور تصویر دیکھئے، آنکھیں بند کیجئے اور دل کی انگشتری میں اس نگینے کو ابھارنے کی اپنی سی سعی کیجئے۔

چندھیا گئی نگاہ کو اک نور کی کرن　　　مشکوٰۃ پڑھتے سوچا تھا نقشہ حضور کا

☆ ناک بلندی مائل، اس پر نورانی چمک (شمائل ترمذی)
☆ آنکھیں سرگیں، پتلی سیاہ، لال ڈورے، آنکھوں کے شگاف کشادہ، دونوں گوشے سرخ، پلکیں کالی اور لمبی
☆ گوشۂ چشم سے نظریں نیچی کر کے دیکھنے کا انداز عجیب حیادارانہ تھا۔
☆ شاد عظیم آبادی نے خوب لکھا ہے۔

آنکھیں حضور کی ہیں کہ لطف وعطا کا گھر　　سر چشمہ مروّت وہمت، سخا کا گھر
عفت کی گوشہ گاہ تو شرم وحیا کا گھر　　روحانیوں کا کعبۂ برحق، خدا کا گھر
بے شک اسی کی دید سے عصیاں معاف ہے　　اس پر پڑے نگاہ تو واجب طواف ہے

☆ ریش مبارک کے بال بھرپور اور گنجان تھے۔ (ہند بن ابی ہالہؓ)
☆ سر بڑا مگر اعتدال اور مناسبت لئے ہوئے۔ (شمائل ترمذی)
☆ کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصے پر تھوڑے سے بال تھے۔ (شمائل ترمذی)
☆ قد نہ لمبا، نہ پست، بلکہ مائل بہ درازی تھا، مجمع میں ہوتے تو دوسروں سے قد نکلتا دکھائی دیتا تھا (شمائل ترمذی)
☆ کلائیں دراز، ہتھیلیاں فراخ اور انگلیاں موزوں تھیں۔ (ہند بن ابی ہالہؓ)
☆ آپؐ کی ہتھیلیاں دیباج وریشم سے زیادہ نرم تھیں۔ (حضرت انسؓ)
☆ پسینہ مشک خالص سے زیادہ مہک رکھتا تھا۔ (حضرت عائشہؓ)
☆ سینہ کشادہ کندھے پر گوشت، کندھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ، (ہند بن ابی ہالہؓ)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی وہ سینہ تھا جس پر قرآن اترتا رہا، جو حقائق الٰہیہ کا خزینہ، نور ہدایت کا منبع اور اسرار نبوت کا امین تھا:

سینے کا نور چھن کے نکلتا تھا بار بار　　جس پر خدا کا روز ازل سے ہے اعتبار
سارے رموز حق کے ذخیرے اسی میں ہیں　　گاہک خدا ہے جن کا، وہ ہیرے اسی میں ہیں

آپ نے ام معبد کی تصویر کشی بھی دیکھی، صحابہ کرامؓ کی سراپا نگاری میں برمحل تشبیہات کی واقعیت بھی ملاحظہ کی، حضرت حسان بن ثابتؓ کی نعت گوئی کا ایک نمونہ بھی پڑھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ صورت کا ایک ایسا شاہکار تھے کہ الفاظ اپنی تمام تر توانائیوں اور رعنائیوں کے باوجود تصویر کشی سے قاصر ہیں کہ

رخِ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ ایسا دوسرا آئینہ　　نہ ہماری بزم خیال میں، نہ دکانِ آئینہ ساز میں

☆☆☆